رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

لاہور

یوم سہ شنبہ — فی پرچہ ۱؎

جلد ۳	۳ ہجرت ۱۳۲۸ ہش	۳ مئی ۱۹۴۹ء	نمبر ۱۰۰

اخبار احمدیہ

لاہور ۲ ہجرت۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ صحت نسبتاً اچھی ہے آنکھوں میں درد ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں

حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی کی صحت نزلہ اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ آنکھوں میں درد ہے احباب دعا فرمائیں ہیں

عزیزی عبد اللہ خاں کو نزلہ ہو جانے کے سبب سے بخار دو دن سے زیادہ رہتا ہے باقی حالت جس صورت پر ٹھہری ہے ویسی ہی ہے۔ مہربانی سے احباب یہ بھی دعا فرمائیں کہ اس بخار سے کمزوری بڑھ کر کوئی پیچیدگی نہ پیدا ہو جائے۔ مبارکہ بیگم

پاکستان میں سب سے پہلے فوجی سامان بنانیوالے کارخانے کا قیام

کراچی ۲ مئی۔ پاکستان میں سب سے پہلے فوجی سامان بنانے والے کارخانے (آرڈی ننس فیکٹری) کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔ باہر کے ملکوں سے بہترین قسم کی مشینری منگوائی گئی ہے اور جو سامان باقی رہ گیا ہے حکومت کا ایک کمیشن اسے خرید رہا ہے۔ ٹیکنیکل عملے کی کمی کو پورا کرنے کے لئے پاکستانی باشندوں کو برطانیہ میں مناسب تربیت حاصل کرنے کے لئے بھیجنے کی سکیم مکمل ہو چکی ہے۔

اگلے چار سال کے اندر اندر حکومت پاکستان ملک میں اتنے فوجی سامان بنانے کے کارخانے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو پاکستانی فوجوں کی تمام ضرورتوں کو پورا کر سکیں گے۔

آج راولپنڈی میں ایک فوجی ترجمان نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تک فوج کیلئے ضروری سامان باہر سے منگوایا جا رہا ہے جو اسے کپل کانٹے سے لیس کرنے کے لئے کافی مقدار میں مل رہا ہے۔ فوجی ترجمان نے یہ بھی بتایا کہ پاکستان کو ہندوستان سے فوجی سامان کا جو حصہ ملنا تھا وہ پورا میسر نہیں آیا۔ معلوم ہوا ہے اس میں سے اعلیٰ سامان ہندوستان نے کشمیر میں استعمال کر لیا ہے۔

کمیشن کی تجاویز پر غور

لاہور ۲ مئی۔ کشمیر سے متعلقہ صلح کی آخری تجاویز کو ابھی تک پوشیدہ رکھا جا رہا ہے۔ آج پاکستانی کابینہ کے ارکان آنریبل ملک غلام محمد وزیر خزانہ۔ خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ رکن مواصلات سردار عبد الرب نشتر اور وزیر ...

نظام حیدر آباد ٹرسٹ قائم کریں گے

حیدر آباد ۲ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ نظام حیدر آباد اپنے صاحبزادوں اور قریبی رشتہ داروں کے لئے تین ٹرسٹ قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پہلا ٹرسٹ دو کروڑ کا اپنے شہزادے معظم شاہ کے نام ہو گا۔ دوسرا دو کروڑ کا ٹرسٹ شہزادی برار اور ان کے دونوں بچوں کیلئے اور تیسرا ۶ کروڑ دوسرے ان قریبی رشتہ داروں کیلئے جن کا انحصار نظام پر ہے۔ اس میں صاحبزادے اور شہزادے بھی شامل ہوں گے۔

وزیر اعظم پاکستان کی مراجعت

لنڈن ۲ مئی۔ ایک اطلاع کے مطابق وزیر اعظم پاکستان معہ بیگم اور دیگر رفقاء کار کے روم، قاہرہ، بغداد اور طہران براہ اٹلی، مصر، عراق اور ایران سے ہوتے ہوئے ۱۰ مئی کو دار الحکومت پاکستان میں پہنچ رہے تھے۔ لیکن چونکہ کشمیر سے متعلقہ شرائط صلح میں آپ کا مشورہ فوراً ضروری ہے لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ کابینہ کی استدعا پر شاید آپ اپنے معینہ پروگرام سے قبل ہی کراچی پہنچ جائیں۔

لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر محمد منیر ہونگے

لاہور ۲ مئی موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جسٹس عبد الرشید کی بجائے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس محمد منیر کو مقرر کیا گیا ہے۔

ہفتے کے اندر جواب مشکل ہے

نئی دہلی ۲ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہندوستان نے کشمیر کمیشن کو مطلع کیا ہے کہ وہ کشمیر سے متعلقہ شرائط صلح کا جواب ان کی طرف سے مقرر کردہ ایک ہفتے کے اندر اندر نہ دے سکیں گے کیونکہ ان تجاویز کا جواب پنڈت نہرو کی واپسی پر دیا جا سکے گا۔ آج وزارت ریاست کے سیکرٹری مسٹر وشنو سہائے نے ارکان کشمیر کمیشن سے ملاقات کی۔

قاسم رضوی پر پانچ لاکھ کا الزام

حیدر آباد ۲ مئی۔ میر لائق علی وزارت کے خلاف عدالت کی تفتیش سے پتہ چلا ہے کہ یہ وزارت ہر ماہ ... کا روپیہ سید قاسم رضوی کو بھی ادا کرتی رہی ہے بتایا جاتا ہے کہ اس وزارت نے رضوی صاحب کو پانچ لاکھ روپیہ دیا۔ اس روپے کو نظام خزانہ میں دیا جانا بتلایا گیا۔ اور خود میر لائق علی اور ... وزیروں کی معرفت دیا گیا۔

اس کے علاوہ کراچی میں حیدر آبادی ایجنٹ ... کی معرفت ۱۴ لاکھ روپے کے خرچ کرنے کا الزام ہے۔

لنڈن۔ کراچی ۲ مئی۔ لنڈن میں پاکستان سے قریبی تعلق رکھنے والے سیاسی حلقوں میں اس بات پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے کہ کشمیر کمیشن کی قطعی تجاویز میں آزاد کشمیر کے شمالی علاقوں کی موجودہ صورت حالات میں کسی قدر ردو بدل کرنے سے متعلقہ ہندوستانی تجاویز کو شامل کر دیا گیا ہے۔

ان حلقوں کا کہنا ہے کہ اگر کمیشن نے واقعی کوئی ایسا قدم اٹھایا۔ تو پاکستان اپنی خارجہ پالیسی میں بنیادی تبدیلی کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

سیلونی وزیر اعظم سے احمدیوں کے ایک وفد کی ملاقات

کلام پاک (انگریزی) کا ایک نسخہ پیش کیا گیا

لنڈن ۲ مئی۔ کل لنڈن مسجد کے امام چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کی قیادت میں احمدی مسلمانوں کے ایک وفد نے سیلون کے وزیر اعظم مسٹر ڈی ایس سینانائکے سے ملاقات کی۔ آپ کی خدمت میں سنہری بروکیڈ کے کیس میں لپٹا ہوا کلام پاک (انگریزی) کا ایک نایاب تحفہ پیش کیا گیا۔

وزیر اعظم نے وفد کا خیر مقدم کرتے ہوئے یقین دلایا کہ احمدی مسلمانوں کے حکومت سے تعلقات نہایت ہی خوشگوار ہیں۔ اور آئندہ بھی حکومت تعلقات کی اس خوشگواری کو بحال رکھنے کی خواہشمند ہے۔

مسٹر سینانائکے نے اس تحفہ عیر مترقبہ کی پیشکش پر وفد کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کیا ہو۔ وزیر مفرقات مسٹر گورڈانا نے ان تجاویز پر غور کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ان ارکان کابینہ نے وزیر اعظم پاکستان سے درخواست کی ہے کہ وہ مجوزہ پروگرام سے قبل ہی پہنچنے کی کوشش کریں

مال پر زبردست آگ۔ شاندار عمارت تباہ۔ آٹھ لاکھ کا خسارہ

سات گھنٹے تک دھوئیں کے بادل اٹھتے رہے

لاہور ۲ مئی۔ آج صبح ساڑھے سات بجے مال روڈ پر بلیو سٹار ریستوران کے قریب ڈنلپ ٹائر کمپنی کے شاندار دفتر کو آگ لگ گئی۔ آگ بجھانے والے انجن سات گھنٹے کی کوشش کے بعد ڈیڑھ بجے اس پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکے۔ عمارت کی چھتیں گر گئیں مضبوط گارڈر ٹیڑھے ہو گئے۔ اور ٹائر کمپنی کا تین چوتھائی سٹاک جل کر راکھ ہو گیا صرف کمپنی کے سامان کے نقصان کا اندازہ ہی چھ لاکھ سے زائد کا لگایا جاتا ہے۔

بالائی منزل میں نیشنل کالج آف کامرس کے دو ڈبل کلاس روم اور بے شمار ٹائپ رائٹر نذر آتش ہو گئے۔ اطلاع ملنے ہی کالج کے ایک طالب علم نے دروازہ توڑ کر اندر گھس کر مال نکالنا چاہا لیکن وہ بے ہوش ہو گیا۔ کالج کے نقصان کا اندازہ ایک لاکھ سے کم نہیں۔

لاہور کارپوریشن کا فائر بریگیڈ صحیح وقت پر پہنچ گیا تھا لیکن چونکہ وہ کافی نہ تھا لہٰذا ریلوے کا انجن بھی بلایا گیا۔ چونکہ تیز ہوا کی وجہ سے ملحقہ عمارتوں کو بھی خطرہ تھا لہٰذا احتیاطاً ملحقہ دکانوں کا سامان نکال لیا گیا۔ ریگل کے چوک سے دیال سنگھ مینشن سے فرلانگ تک کی زمین ان دکانوں کے سامان سے اٹی پڑی ہے۔ مال کا ٹریفک بیڈن روڈ اور ہال روڈ کی طرف موڑ دیا گیا۔ اور پولیس کے کافی سپاہی سامان پر پہرہ دینے لگے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تقسیم کے بعد آتشزدگی کی اس سے بڑی واردات کبھی نہیں ہوئی۔ آگ لگنے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ (سٹاف رپورٹر)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی — مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۲ میکلگن روڈ سے شائع کیا

جماعت احمدیہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے قائم کی گئی ہے

(از مکرم مولانا محمد جی صاحب ہزاروی سیال چنوں)

خدا تعالےٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے ہدایت اور گمراہی کو ممیز کر دیا ہے۔ ہدایت کے اختیار کرنے سے تغافل کرنے والا قیامت کے روز جب اعمال نامے رکھے جائیں گے۔ اور نبیوں اور گواہوں یعنی مجددین کو لایا جائے گا۔ اور انصاف سے فیصلہ ہوگا۔ تو اپنے انکار اور غفلت کے نتیجہ میں دوزخ کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کو مخاطب فرما کر یہ ہدایت فرمائی ہے۔ یبعث اللّٰہ فی امتی من کل مائۃ رجلا من یجدد لھا دینھا (تفہیمات الٰہیہ صفحہ) یعنی میرے گروہ کے لوگوں میں ہر سو سال کے بعد خدا ایک ایسا آدمی بھیجتا رہے گا۔ جو ان کے طریق عمل کو تازہ کر دے گا۔ اس ارشاد سے واضح ہے۔ کہ ہر صدی ختم ہونے پر لوگوں کے اختیار کردہ غلط عقائد اور رواج سے شریعت کو پاک کرنے والا ایک مجدد آتا رہے گا۔ جس کے ذریعہ نامناسب قیاس اور احادیث موضوعہ اور ہر قسم کے افراط و تفریط سے دین اسلام صاف ہو جائیگا۔ تاریخ بتا رہی ہے۔ کہ ۱۲۱۲ھ کے قریب مسلمان امراء اپنے منصب اور اقتدار بڑھانے کے درپے ہوئے اور اپنی حرص وآز کو پورا کرنے کے لئے اسلامی اخوت کو پس پشت ڈال کر غیر مسلم طاقتوں سے امداد لینے لگے۔ اور پیشوایان دین نے مسلمانوں کے بڑے حصہ کو بدعات اور قوالی اور عرس کی محفلوں میں پھنسا دیا۔ اور باقیماندہ مسلمانوں کو علماء نے دھڑابندی اور فرقہ پرستی کی زنجیروں میں جکڑ لیا۔ اور بیشمار اسلامی فرقوں کی آپس کی تکفیر بازی کے باعث اسلامی اصول بے معنے ہو کر رہ گئے۔ ان امور کے نتیجہ میں مسلمان اپنی قوت و طاقت و سلطنت ضائع کر بیٹھے۔ اور ان کے برے دنوں کو دیکھ کر غیر مسلم علماء نے اپنے آپ کو اعتراضوں کے اسلحہ سے مسلح کر کے مسلمانوں کے متاع ایمان پر حملہ بول دیا۔ جس کی تاب نہ لا کر کئی علماء اور عوام نے راہ ارتداد اختیار کی۔ اور بعض نے فلسفہ کاذبہ سے متاثر ہو کر نماز و دعا اور جبریل کے وجود سے انکار کر کے قرآن مجید کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیالات ٹھہرایا۔ اور تفسیروں میں لکھا۔ ؎

ز جبریل امین قرآن بہ پیغام نمے خوانم
ہمہ گفتار محبوب است قرآں کہ من دانم

اس پر آشوب عہد میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام جن کا خاندان عظمت و اعزاز کے رو سے معزز خاندان تھا اسلام کی ہمدردی سے بھرے ہوئے اور عامل بالقرآن والسنۃ تھے۔ اور صداقت و راستبازی اور پرہیزگاری میں نمونہ تھے۔ اور آپ کی تواضع اور حسن اخلاق کا شہرہ زبان زد خاص و عام تھا۔ اور آپ کا ذکر جمیل لوگوں کی مجالس سے تجاوز کر کے علماء کی کتابوں کے صفحوں کی زینت بن چکا تھا۔ جونہی کہ تیرھویں صدی ختم ہوئی۔ خدا کے مقدس فرشتہ نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ اس اختلاط کے دور میں اسلام کے چمن کے تم باغبان ہو۔ اور اسلام کی تبلیغ و تجدید کا فرض تم پر ہی عاید ہوتا ہے۔ تم ایک جماعت کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرنے والی بناؤ۔ جو دوسروں کے لئے نمونہ کا کام دے۔ اور اسلام کی خاطر اموال خرچ کرنے میں بخل نہ کرے۔ اس پر آپ نے دعوت الی الحق کا اعلان کیا۔ اور معتدبہ لوگوں نے وقت کو پہچان کر آپ کو چودھویں صدی کا مجدد مان کر بیعت کی۔ اور حضرت اقدس نے ایسے لوگوں کا نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم مبارک احمد پر جماعت احمدیہ رکھا۔ اور آپ نے اس سے فرقہ بندی کی جڑ پر تبر رکھ دیا۔ امتی کے لئے زیبا نہیں۔ کہ کسی امام کی طرف منسوب ہو کر اس کے اقوال کی طرفداری کر کے دوسرے مسلمان کی تکلیف کا باعث ہو۔ عامل بالقرآن کے لئے یہی پسندیدہ ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم محمدؐ و احمدؐ کے سوا کسی کی طرف منسوب نہ ہو۔ حضرت مجدد نے اپنی پر معارف فصیح تقریروں اور بیانوں سے اسلام کی تعالیم کی خوبیاں بیان کر کے غیر مسلموں کے اعتراضوں کا الزامی و تحقیقی جوابوں سے قلع قمع کر کے ایسے اصول باندھے۔ کہ کسی کو اسلام پر اعتراض کی جرأت نہ رہی۔ اور ہزارہا غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور جو مسلمان مرتد ہونے کو تھے۔ وہ اسلام پر قائم ہو گئے۔ فلسفہ کے پیچھے چلنے والے علماء کو اپنے تجربہ سے سمجھایا کہ جبریل فرشتہ ہے۔ جو خدا کا کلام رسول خدا پر لایا تھا۔ قرآن محادثۃ النفس نہیں۔ ملہم کا الہام میں کوئی خیال کام نہیں کرتا۔ اور دعا کی قبولیت کا ثبوت مشاہدوں سے دے کر علماء کو ان کے خیال باطل سے موڑ دیا۔ دسویں صدی کے ختم پر حضرت شیخ احمدؒ اور گیارھویں کے ختم پر حضرت احمد شاہ ولی اللہؒ اور بارھویں کے ختم پر حضرت سید احمدؒ کو ان کے دعویٰ کے بموجب رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق کے لئے مجدد مانا گیا ہے۔ گو ان کے وقت کے علماء میں سے اکثروں نے ان کو دین کے مسخ کرنے والے کہا۔ جیسا کہ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کے بارے میں علماء نے فتوے دیئے۔ اور بادشاہ سے شکایت کر کے حضرت مجدد کو قید کروایا۔ اور ان کے مکتوبات کے بارے میں بادشاہ نے لکھا۔ مقدمات لاطائل سر قوم گشتہ کہ بکفر و زندقہ منجر میشود۔ الخ (تزک جہانگیری صفحہ ۲۷۵) مگر جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے تحریر کیا ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ و امراء مجدد کی زیارت کیا کرتے ہیں۔ اور صالحین اور علماء اس سے فائدہ لیا کرتے ہیں۔ اور وہ باطل کے زوال اور ظہور حق کا سبب ہوتا ہے۔ الخ (تفہیمات الٰہیہ صفحہ) بعد میں بادشاہ ان کے بقعہ سے تبرک حاصل کرنے لگے۔ اور علماء نے ان کو مجدد مانا۔ حتیٰ کہ زمیندار نے بھی ۹ر مارچ ۱۹۴۹ء میں ان کو مجدد الف ثانی مانا ہے۔ جیسا کہ اس وقت بعض مشاہیر حضرت مجدد کے بارے میں جھوٹ سچ کر شائع کرتے تھے۔ ایسا ہی ۹ر مارچ ۱۹۴۹ء کو زمیندار نے جماعت احمدیہ کو مرزائیت سے تعبیر کر کے یہ افتراء شائع کیا ہے۔ کہ مرزائیت ایک مستقل دین ہے۔ ان کا نبی الگ۔ ان کی الہامی کتاب الگ ان کا مکہ اور مدینہ الگ ہے۔ یہ درست نہیں۔ کہ مرزائی مسلمانوں کی ایک شاخ ہے۔ الخ حالانکہ یہی اخبار ۱۴ر جون ۱۹۲۳ء میں لکھتا ہے۔ مسلمان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے تمام پیروں اور سجادہ نشینوں پر فوقیت دے کر الوالعزم جماعت تحریر کر چکا ہے۔ زمیندار اور اس کے ہمنوا جیسا افتراء احمدیوں پر باندھیں اور جو فتوے لگائیں۔ ان کا جواب جب خدا چاہیگا دیگا۔ مگر احمدی امیر المومنین حضرت علیؓ کے متبع ہیں اپنے مکفرین کو سیاسی لحاظ سے مسلمان ہی کہینگے۔ حضرت علیؓ نے اپنے مکفر خوارج کو جنہوں نے مسلمان خواتین کے پیٹ چاک کئے تھے۔ سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی تعداد میں رکھ کر فرمایا۔ ان لھم مقال۔ یہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ علامہ ابن حجر نے ابوطاہر کو جس نے مکہ معظمہ میں مسلمانوں کو کافر کہہ کر رکوع و سجود میں تیس ہزار کو شہید کر دیا تھا۔ سیاسی مسلمان قرار دے کر مسلمانوں کی تعداد میں رکھا ہے۔ مگر زمیندار ہمیں یہ بتائے۔ کہ تیرھویں صدی کے ختم پر سوائے حضرت اقدس مجدد چہاردہم کے خدائی الہام کے ماتحت اور کس نے تجدید کا دعویٰ کیا ہے۔ اب چودھویں صدی کا ۶۸ واں سال جا رہا ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد آپ کے نزدیک اس صدی کے لئے منسوخ ہے؟۔

(۲) رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت سے تقریباً تین ماہ قبل ۱۲ انصار کو حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں سے تشبیہ دی تھی۔ اور نیز حضرت عیسیٰؑ کو جناب عروہ ثقفی سے تشبیہ دی ہے۔ اور اپنے ایک مجدد اسلام کو ابن مریم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم۔ یعنی تمہارا کیا رنگ ہوگا۔ جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔ اور وہ ابن مریم تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔ اس ارشاد سے عیاں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک امتی کو ابن مریم سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ کہ یاجوج ماجوج کے وقت وہ موجود ہوں گے۔ اوحی اللّٰہ الی عیسیٰ انی اخرجت عبادا الی لا یدان لاحد بقتالھم فحرز عبادی الی الطور و یبعث اللّٰہ یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ عیسیٰ کی طرف خدا یہ وحی کریگا۔ کہ میں نے ایسے لوگ نکالے ہیں۔ جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ تو میرے پرستاروں کو طور کی طرف اکٹھا کر۔ اور خدا یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا۔ کہ وہ ہر تیز سردی یا سمندر کی موج سے دوڑیں گے۔ خلیفہ واثق باللہ عباسی نے جس نے ۲۳۰ھ میں آرمینیا کے علاقہ کی اصلاح کی تھی۔ خواب دیکھا کہ ہمارے اور یاجوج و ماجوج کے درمیان کی دیوار کھل گئی ہے۔ انہوں نے سلام ترجمان کو خزر کی طرف بھیجا۔ اور وہاں کے حکام کو ان کی امداد کا حکم روانہ کیا۔ انہوں نے مٹی کے تیل کی زمین کو دیکھا۔ اور بحیرہ خزر کے مشرق میں یاجوج و ماجوج کی برباد کی ہوئی بستیوں کا معائنہ کیا۔ اور پھر کاشغر سے ہو کر خراسان کے راستہ سے ۱۸ ماہ کے بعد عراق پہنچا۔ فرانسیسی دائرۃ المعارف میں شمالی اقوام کو یاجوج ماجوج لکھا ہے۔ مولوی محمد حسن امروہی مکفر جماعت احمدیہ نے اپنی تفسیر میں اور زمیندار نے ۱۹۴۹ء میں روس اور انگریزوں کو یاجوج ماجوج بیان کیا ہے۔ اسلام کا نظام بگڑنے کے بعد روس کو دیکھو۔ لینن گراڈ اور ماسکو سے کس شان سے دوڑا ہے۔ جرمنی انگلینڈ کے باشندے امریکہ اور پھر افریقہ کے جنوب سے لنکا اور آسٹریلیا اور بحر الکاہل تک سمندروں کی موج سے کیسے دوڑے ہیں۔ تمام دنیا میں ان کے مقابلہ کی کوئی طاقت نہیں۔ حضرت اقدس نے خدا کے حکم سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔ کہ تم متحد ہو کر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے پابند ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور کو چھوڑ دو۔ خدا خود ان کافروں کو سزا دے گا۔ ان کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ جب یاجوج و ماجوج کا غلبہ مانا گیا ہے۔ جن کے وقت مسیح ابن مریم کا وجود رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لازمی ٹھیرایا ہے۔ اور اس وقت حضرت اقدس کے سوا کسی نے دعویٰ نہیں کیا۔ کیا منکرین کے نزدیک صرف حدیث کا یاجوج وماجوج والا حصہ صحیح ہے۔ اور دوسرا نہیں۔ انکار کی کچھ تو وجہ ہونی چاہیئے۔

قرآن مجید میں کلیہ قاعدہ ہے۔ کہ رسول مطاع ہوتا ہے سورۃ نساء۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعثت کے وقت سے تا قیامت تمام انسانی افراد پر حضور علیہ السلام کی اطاعت لازمی اور فرض ہے۔ پہلا رسول پچھلے رسول کا مطیع نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ اس سے نبی کی مطاع ہونے کی صفت مطیع سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہلے کے جن نبیوں کی ہدایت کی پیروی کا حکم ہے۔ ان میں سے حضرت عیسیٰ بھی ہیں۔ (فبھداھم اقتدہ سورۃ انعام) پس حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے عقیدہ سے ان کے مطاع ہونے کا انکار لازم آتا ہے۔ جس عقیدہ سے قرآن پر حرف آئے وہ عقیدہ باطل ہے۔ پس اس سے واضح ہے۔ کہ حدیثوں میں امتی کو ہی عیسیٰ قرار دیا گیا ہے۔ جو چودھویں صدی کے امام ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔ شخصے دریں خصائل ہمہ شبیہہ باشد بہ پیغامبرے لیکن ایں قدر فرق درمیان بود کہ نفس پیغمبر بدون ریاضت بدنیہ و نفسانیہ و بدون توسط بشری بایں دولت فائز گردد و نفس ایں شخص بتوسط ریاضت و اخذ فیض از نفس پیغامبر بایں دولت برسد تفہیمات صفحہ الخ

دعائے مغفرت

میری والدہ ماجدہ ایک لمبے عرصہ تک بیماری کو صبر و ہمت سے برداشت کر کے بالآخر ۲۶ اپریل ۱۹۴۹ء کو بوقت ... بمقام علی گڑھ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب الکابرین سے ان کی مغفرت ...

روزنامہ الفضل
۳ مئی ۱۹۴۹ء

موبدانہ تمدن

ہم نے "الفضل" کی گزشتہ اشاعت میں انجیل اور قرآن مجید کے حوالوں سے ثابت کیا تھا۔ کہ اقبال نے اپنے مقالہ "احمدی ازم" میں جو یہ فرمایا ہے کہ انسانیت کی تمدنی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔ غلط ہے۔ اور کہ ختم نبوت کا تخیل مسلمانوں نے ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ یہ بہت پرانا تخیل ہے آپ نے اجرائے نبوت کے تخیل کو موبدانہ فرمایا ہے۔ اور لکھا ہے۔

اس کا صحیح اندازہ مغربی اور وسط ایشیا کے موبدانہ تمدن کی تاریخ کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ موبدانہ تمدن میں زرتشتی یہودی۔ نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ ان تمام مذاہب میں نبوت کے اجراء کا تخیل نہایت لازم تھا چنانچہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔ غالباً یہ حالت نفسیاتی خبط کا باعث تھی۔ عہد جدید کا انسان روحانی طور پر موبد سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔ موبدانہ رویہ کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ پرانی جماعتیں ختم ہوتیں۔ اور ان کی جگہ مذہبی عیار نئی جماعتیں لاکھڑی کرتے۔ اسلام کی کی جدید دنیا میں جاہل اور جوشیلے ملاں نے پریس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی نظریات کو بیسویں صدی میں رائج کرنا چاہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعوےٰ رکھتا ہے۔ ایسی تحریک کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ ہو گی

ہم نے الفضل کی کسی گزشتہ اشاعت میں بتایا کہ اقبال کے اس مقالہ سے ناراض ہو کر مسلمانوں کے وفود آپ کے پاس پہنچے تھے۔ ان کا اعتراض یہ تھا کہ اقبال نے مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کا انکار کیا ہے جس پر تنگ آکر آپ نے مولوی محمد حنیف صاحب ندوی خطیب مسجد مبارک کو لکھ کر دے دیا تھا کہ

"میں نے اپنے کسی مضمون میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق موافق یا مخالف خیال کا اظہار نہیں کیا۔ نہ کہیں یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ اپنی اصلیت میں مجوسی (موبدانہ) ہے۔"

اوپر جو عبارت ہم نے مقالہ سے نقل کی ہے۔ اس کو پڑھ کر اس عبارت کو جانچا جائے۔ تو دونو کا تضاد صاف نظر آجائے گا۔ لیکن ہم نے جب الفضل میں اس تضاد کی طرف توجہ دلائی۔ تو معاصر آزاد نے لکھا کہ ہم نے غلط کہا ہے اور لکھا کہ اقبال نے اس مقالہ میں وضاحت کر دی ہے۔ کہ وہ اس مسیح کی آمد ثانی کے منکر نہیں جو عام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق آئیگا اب جو شخص بھی مقالہ کی مندرجہ بالا عبارت پڑھے گا۔ اس پر واضح ہو جائے گا۔ کہ مقالہ نگار اپنے ان اصولوں کے مطابق جو اس نے یہاں بیان کئے ہیں کسی آنے والے مسیح یا مہدی کا قائل ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ عہد جدید کا انسان روحانی طور پر موبد سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔ وہ مستقل انتظار کی کیفیت اپنے اوپر طاری نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے۔ کہ مقالہ نگار اور اس کے ہم خیالوں کے سوا جو مسلمان بھی مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی اور الامام المہدی کی آمد کے قائل ہیں۔ روحانی طور پر عہد جدید کے آزاد منش لوگ نہیں کہلا سکتے عہد جدید کے آزاد منش لوگوں کا عقیدہ تو یہ ہے۔ کہ کوئی مسیح یا مہدی نہیں آنے والا۔ جیسا کہ سر سید مرحوم اور آپ کے ہمخیال لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اور لامحالہ مقالہ نگار کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ خواہ وہ اقبال ہو۔ یا کوئی اور۔

ہم معاصر آزاد کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ اس مقالہ سے ثابت کرے کہ اس کا لکھنے والا کسی مسیح یا الامام المہدی کی آمد کا قائل تھا کیا ہر زمانہ کے مسلمان مسیح علیہ السلام اور الامام المہدی کا انتظار نہیں کرتے چلے آئے۔ اور کیا اب بھی مسلمانوں کے سواد اعظم پر مسیح علیہ السلام اور الامام المہدی کے انتظار کی کیفیت طاری نہیں ہے۔ کیا اب بھی مسلمان علماء حیات مسیح پر مصر نہیں ہیں۔ اور اسکے ثبوت کے لئے دعواں دھار تقریریں نہیں کرتے۔ اور شاندار تحریریں نہیں لکھتے۔ کیا حیات مسیح اسی لئے ثابت نہیں کی جاتی۔ کہ وہ آسمان سے نازل ہو کر مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے۔ کیا یہ انتظار کی کیفیت نہیں ہے لیکن کیا یہ حیرت نہیں ہے کہ مسلمانوں کا جیسا مقالہ نگار اسکو موبدانہ عقیدہ ظاہر کرتا ہے۔ آخر بتایا جائے کہ دونوں عقیدوں میں سے کونسا عقیدہ درست ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہے؟ آیا عہد حاضر کے روحانی طور پر آزاد منش انسان کا عقیدہ کہ کوئی آنے والا نہیں۔ یا عام مسلمانوں کا عقیدہ کہ مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور الامام المہدی بھی ضرور تشریف لائیں گے مقالہ نگار تو صاف لکھتا ہے "موبدانہ تمدن میں زرتشتی۔ یہودی نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ ان تمام مذاہب میں نبوت کے اجرا کا تخیل نہایت لازم تھا چنانچہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔ غالباً یہ حالت انتظار نفسیاتی خبط کا باعث تھی۔"

اب بتایا جائے کہ موجودہ مسلمانوں کا اسلام جس میں مسیح کی آمد ثانی اور الامام المہدی کی آمد کے عقیدہ کی گنجائش ہے۔ وہ بھی زرتشتی۔ یہودی۔ نصرانی اور صابی تمام مذاہب کی طرح موبدانہ تمدن میں شامل ہے یا نہیں؟

شائد یہاں یہ کہا جائے کہ موبدانہ تمدن کے مذاہب میں صرف وہی مذہب شامل ہو سکتا ہے جو اجرائے نبوت کا قائل ہو۔ چونکہ موجودہ عام مسلمان اجرائے نبوت کا قائل نہیں۔ اس لئے اس کا اسلام اس میں شامل نہیں۔ لیکن یہ محض خیالی کا فریب ہے۔ مقالہ نگار نے اجرائے نبوت کے نتائج یہی تو بیان کئے ہیں کہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔ کیا مسیح علیہ السلام اور الامام المہدی کی آمد کا عقیدہ رکھنے والوں پر مستقل انتظار کی کیفیت طاری ہے یا نہیں سو نتائج کے لحاظ سے عہد حاضر کا مسلمان روحانی طور پر آزاد منش کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر اس پر مستقل انتظار کی کیفیت طاری رہے؟

اگر اجرائے نبوت کا ہی سوال ہے۔ تو خود ہمارے کئی جید علمائے اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔ ملا علی قاری رح تو خیر پرانے علماء سہی۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا علمائے دیوبند نے بھی اجرائے نبوت کا فتویٰ دیا ہے۔ جناب مولانا قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور مولوی رشید احمد گنگوہی پر مولوی احمد رضا خان دہلوی سرگروہ علماء بریلی نے جن وجوہات کی بناء پر ارتداد اور کفر کا فتوےٰ لگایا تھا۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ وہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو علمائے اسلام اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے انتظار میں ہیں۔ جو بہرحال ایک لوازمی امر ہے۔ کیا ان کا اسلام عہد حاضر کے روحانی طور پر آزاد منش انسان کا اسلام ہے۔ یا ان کا اسلام بھی زرتشتی یہودی نصرانی اور صابی تمام مذاہب کی طرح موبدانہ تمدن کی پیداوار ہے؟ اگر آپ یہ بھی نہیں مانتے

تو پھر قرآن کریم کی طرف ہی آئیے۔ اللہ تعالیٰ نے آغاز آفرینش کے وقت جو یہ فرمایا تھا کہ اما یاتینکم منی ھدی۔ تو کیا اس نے اس سے نہیں فرمایا تھا۔ کہ بنی آدم پر قیامت تک مستقل انتظار کی کیفیت رہے۔ اور جب پرانی جماعتیں ختم ہوں۔ تو ان کی جگہ مذہبی عیار نئی جماعتیں لاکھڑی کیا کریں۔ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ سے ہی تو موبدانہ تمدن کا بانی ثابت نہیں ہوتا؟

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو بیت اللہ کی بنیاد رکھتے وقت دعائیں مانگی تھیں کہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ (البقرہ)

ترجمہ۔ اے رب ہمارے قبول کر ہم سے یقیناً تو ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اے رب ہمارے اور بنا ہم کو مسلمین اپنا۔ اور (بنا) اولاد ہماری سے ایک امت مسلمہ اپنی اور دکھا ہمیں عبادت کے راستے ہمارے اور فضل کے ساتھ توجہ فرما ہم پر یقیناً تو ہی بہت فضل کے ساتھ توجہ فرمانے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب مبعوث فرما ان میں ایک رسول انہی میں سے جو پڑھے ان پر تیری آیات اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے ان کو۔ یقیناً تو ہی بڑائی والا اور بہت حکمت والا ہے۔

کیا حضرت ابراہیم نے مکہ میں ایک رسول کے مبعوث کرنے کی جو دعا اس لئے مانگی تھی کہ اس کی ذریت مستقل انتظار میں رہے۔ اور اس میں سے مذہبی عیار نئی جماعتیں لاکھڑی کیا کریں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلمان تھے یا نہیں۔ کیا وہ بھی موبدانہ تمدنی مشین ہی کے پرزہ تھے۔ جو [illegible] جدید کے روحانی طور پر آزاد منش انسان نہیں تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ عہد جدید کی روحانی طور پر انسان کی آزاد منشی ہے کیا بلا۔ اگر قرآن کریم کے نازل کرنے والے کو عہد جدید کی روحانی طور پر انسان کی آزاد منشی ہی پسند تھی۔ اور اجرائے نبوت محض موبدانہ تمدن ہی کا خاصہ تھا۔ جس سے انسان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی ہے۔ اور مذہبی عیاروں کو نئی جماعتیں لاکھڑی کرنے کا موقعہ ملتا ہے تو

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ... (سورہ اعراف)

ترجمہ: اے بنی آدم اگر آویں تمہارے پاس رسول تم میں سے بیان کرتے ہوں تم پر آیات میری۔ پس جس نے تقویٰ کیا اور اصلاح کی۔ تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" کہ کر اجرائے نبوت کا اصول کیوں قائم کیا۔ اور پھر حضرت ابراہیمؑ کی ایسی موبدانہ دعا کیوں قبول فرمائی۔ ہم مقالہ نگار اور اس کے حامیوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو سنت مسلمانوں کے لئے اجرائے نبوت کے بارہ میں قائم کی تھی۔ وہ عہد حاضر کے روحانی طور پر آزاد منش انسان کے وقت کیوں تبدیل کر دی۔ حالانکہ قرآن کریم میں وہ بار بار فرماتا ہے۔

لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

کیا اللہ تعالےٰ موجودہ فلسفیوں اور سائنسدانوں سے (نعوذ باللہ من ذالک) ڈر گیا ہے۔ اور جس موبدانہ تمدن کی حمایت وہ روز آفرینش سے کرتا چلا آیا ہے۔ اب اس کے کیوں خلاف ہو گیا ہے۔ عہد جدید کا آزاد منش انسان تو کسی تبدیلی کا بلا وجہ قائل نہیں ہونا چاہیئے۔ ہماری بحث یہاں اسلام اور خاصکر قرآن کریم کی تعلیم کے متعلق ہے۔ محض خود ساختہ دانشمندانہ دلائل کو ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ اقبال کے روحانی استاد مولٰنا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

گر باستدلال کار دیں بدے
فخر رازی رازدار دیں بدے
پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

پھر کسی بات کو محض موبدانہ اور قبل اسلامی نظریات کہہ کر رد کر دینا اور یونہی دوسروں پر مذہبی عیار کی پھبتی کس دینا تو استدلال بھی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ محض زمانہ حاضر کے پراپیگنڈا کرنے والوں کا طریق کار ہے۔ جو محض ایک لفظ سے ہی استدلال کی کمی پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور کبھی صابی اور کبھی وہابی اور کبھی مرزائی کا لفظ ایجاد کر لیتے ہیں۔

پھر قرآن مجید سے اجرائے نبوت کے ثبوت میں اور مقالہ نگار کی تردید میں کہ اجرائے نبوت موبدانہ تمدن کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پیش کرتے ہیں۔ جو احمد نبی کے متعلق ہے۔ سورہ صف میں ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ (سورہ صف)

ترجمہ: اور جب کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے اے بنی اسرائیل یقیناً میں رسول ہوں۔ اللہ کا طرف تمہاری تصدیق کرتا ہوا اسکی جو پہلے میرے تورات میں سے اور بشارت دیتا ہوا ایک رسول کی جو آوے گا بعد میرے نام اس کا احمد ہوگا۔ پس جب وہ آیا ان کے پاس ساتھ دلائل کے کہا انہوں نے یہ جادو ہے کھلا کھلا۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر احمد نبی کے متعلق اس لئے پیشگوئی کی تھی۔ کہ انہوں پر مستقل انتظار کی کیفیت طاری رہے۔ اور مذہبی عیار نئی نئی جماعتیں کھڑی کر کے لوگوں میں تفرق و تشتت کا موجب بنیں۔ یہاں شاید یہ بھی کہا جائے۔ کہ یہ قرآن کریم سے پہلے کی باتیں ہیں۔ اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے ایک بات تو ہم یہ عرض کرتے ہیں۔ کہ یہ اسلام کے خدا ہی کی باتیں ہیں۔ جس کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ پھر کیا یہ ظلم قرآن کریم سے پہلے لوگوں پر ہی ضرور کرنا تھا۔ کہ وہ مستقل انتظار کی بیماری میں مبتلا رہیں۔ اور مذہبی عیار لوگ نئی نئی جماعتیں کھڑی کر کے قوموں اور ملکوں کے افراد میں تفرق و تشتت پیدا کرتے رہیں۔ آخر غریب قبل اسلام اقوام کا کیا قصور تھا۔ کہ ان میں تو موبدانہ تمدن کو جاری رہنے دیا۔ اور عہد حاضر کے آزاد منش انسان میں کونسے سرخاب کے پر لگ گئے ہیں۔ کہ ان کو اس بیماری میں مبتلا نہ ہونے دیا جائے۔ حالانکہ آج کا آزاد منش انسان وہ ہے۔ کہ جس کا خدا تعالےٰ پر ایمان ہے۔ اور نہ یوم نشور پر۔ جس نے اپنی دانشمندی سے تفرق و تشتت کے وہ وہ طریقے ایجاد کئے ہیں کہ قبل اسلام انسان ان کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔

پھر سب سوالوں کا سوال تو یہ ہے۔ کہ ہمیں عہد حاضر کی روحانی طور پر آزاد منشی کو دیکھنا ہے۔ یا اسلام کی تعلیم کو۔ اگر اسلامی تعلیم کے مطابق اجرائے نبوت کوئی عیب نہیں۔ تو پھر یہ موبدانہ تمدن کی خصوصیت کس طرح بن گئی۔ اگر اجرائے نبوت موبدانہ تمدن کی ہی خصوصیت ہے۔ تو پھر ہمیں ماننا پڑیگا۔ کہ نہ صرف زرتشتی۔ یہودی۔ نصرانی اور صابی مذاہب ہی اس میں شامل ہیں۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلام بھی از قرآن کریم موبدانہ تمدن ہی میں شامل ہے۔

کیا مقالہ نگار یا اس کا کوئی حامی ہمیں دکھا سکتا ہے۔ کہ جس کو مقالہ نگار عہد جدید کے روحانی طور پر آزاد منش انسان کا اسلام کہتا ہے۔ وہ کہاں ہے۔ کم سے کم اس قرآن کریم میں تو وہ نہیں ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا تھا۔ قرآن کریم کا اسلام تو اجرائے نبوت والا ہی اسلام ہے۔ اور خواہ ہم کتنا ہی اجرائے نبوت کو زبانی اور مقالوں کے ذریعہ موبدانہ تمدن کی خصوصیت کہیں۔ جب تک دنیا میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کریم موجود ہے۔ اس وقت تک یہ سچائی بھی دنیا سے نہیں مٹ سکتی۔ کہ اجرائے نبوت اسلام کی بھی خصوصیت ہے۔ اور رہتی دنیا تک یہ خصوصیت رہے گی۔ اور زمینی دانشمندی کا بڑے سے بڑا پروپیگنڈا اسکو محو نہیں کر سکیگا۔

آخر میں ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ یا تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ اقبال قرآن کریم سے واقف نہیں تھا۔ جو ہمارے خیال میں بھی غلط ہے۔ اور یا ماننا پڑے گا۔ کہ اگر اس نے یہ مقالہ لکھا ہے تو محض آزاد منشوں کی طرح لکھا ہے۔ اور یا پھر ہمیں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ جس کا لکھنے والا کوئی ایسا شخص ہے۔ جو اسلام کی الف۔ ب سے بھی واقف نہیں ؟

مبلغین کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ پر مبلغین کی ایک میٹنگ بلائی گئی تھی۔ جس میں سال بھر کے لئے سکیم بنانا اور کئی اہم امور پر مشورہ کرنا زیر تجویز تھا۔ میٹنگ تو ہوئی۔ مگر میں اس میں اچانک بیمار ہو جانے کے باعث شرکت نہ کر سکا۔ نہ ہی منتظم اجلاس نے اجلاس کی اہمیت کو سمجھ کر مجھ سے پروگرام دریافت کرنے کی ضرورت سمجھی۔ مجھے ان دنوں کی مصروفیات کے باعث دوبارہ اجلاس نہ بلایا جا سکا۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ علمائے کرام کو اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ چونکہ گزشتہ سال ہجرت عظیمہ کی وجہ سے جماعتوں میں انتشار پایا جاتا تھا۔ اس لئے جماعت بندی اور تربیت کے لئے مبلغین کو جماعتوں میں بار بار جانے اور تبلیغی دورے کی کھلی اجازت تھی۔ اب کہ یہ کام کافی حد تک ہو چکا ہے۔ مہاجرین آباد ہو کر اپنی اپنی حالت سنبھال چکے ہیں۔ مبلغین کو اس سال کے لئے تبلیغی جدوجہد کے لئے خود کام کرنے اور جماعتوں سے تبلیغی کام لینے کے لئے خاص پروگرام بنانا ہوگا۔ مگر ہر دورہ اور سفر کے لئے نظارت کی منظوری پیشگی حاصل کرنی ہوگی۔

(۱) لہذا مبلغین کو چاہیئے کہ اس اعلان سے دس دن کے اندر اندر اپنے ضلع کی جماعتوں کی ایک فہرست معہ تعداد کل افراد و تعداد بالغ مرد افراد بنا کر بھجوائیں۔

(۲) ایک نقشہ جماعتوں کا فاصلے کے لحاظ سے بنا کر بھجوائیں۔ کمزور بیدار جماعتوں کو الگ الگ نشان سے نمایاں کریں۔

(۳) اپنی طرف سے سہ ماہی کا پروگرام معہ اخراجات کے اندازے بھجوائیں۔ تاکہ غور کر کے منظوری دی جا سکے۔

منظوری سے قبل کوئی دورہ نہ کیا جائے (مگر جن منظوری کا تعلق نظارت اور مبلغ کا ہے۔ جماعتوں پر جس وقت ان کا مربی ان کے پاس آئے۔ اس سے ہر ممکن تعاون کرنا فرض ہوگا۔)

(۴) وہ مبلغین جو اس وقت رخصت اتفاقیہ پر ہیں۔ وہ بھی اس اعلان کے مخاطب ہیں۔ اگر وہ اعداد و شمار مہیا کرنے کے قابل نہ ہوں۔ تو وہ یہ ایسی فوری اطلاع بھجوائیں۔ کہ کب تک وہ اس کام کو کر سکیں گے۔

مرزا بشیر احمد نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

سلیمہ سلطانہ بنت صاحبزادہ عبد السلام صاحب کی تقریب رخصتانہ

سلیمہ سلطانہ بنت صاحبزادہ میاں عبد السلام صاحب عمر کے نکاح کی خبر گزشتہ الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ ۲۸ اپریل کو ناصر آباد سٹیٹ سندھ میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ رخصتانہ میں صاحبزادی امۃ الرشید بنت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ۔ میاں عبد الرحیم احمد ایم اے سیدہ امۃ الحکیم بنت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ۔ سید داؤد احمد صاحب و سید مسعود احمد صاحب فرزندان سید محمود اللہ شاہ صاحب۔ جناب بابو احمد جان صاحب سول سپلائی آفیسر کراچی اور حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ و صاحبزادہ میاں عبد السلام صاحب عمر شریک تھے۔

۲۸/۴۹ کو دولہا مسٹر محمد اکرم بی اے ایس سی۔ انچارج براشیل کمپنی جیکب آباد دلہن کو لے کر پاکستان ایکسپریس سے کھپل پور روانہ ہو گئے۔ ۳۰/۴۹ صبح پونے آٹھ بجے گاڑی لاہور پہنچی۔ حکیم عبد الوہاب عمر خلف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے لاہور سٹیشن پر برات کا استقبال کیا۔ اور دولہا اور براتیوں کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور برات کو ناشتہ کی دعوت دی۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول پر ایک نظر

(از سٹاف سیکرٹری تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ)

تقسیم پنجاب ان دنوں ہوئی جبکہ موسم گرما کی تعطیلات کے شروع ہو جانے کی وجہ سے مدرسہ کے سٹاف اور طلباء کا اکثر و بیشتر حصہ برا عظم ہند و پاکستان کے دور دراز حصوں میں منتشر تھا اور ماہ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جب نامساعد حالات کی وجہ سے ہجرت ناگزیر ہو گئی ہم لوگ محض اپنی جانیں بچا کر نکل سکے۔ ہمارا مال و اسباب سامانِ تعلیم اور قیمتی لائبریریاں سب کی سب چھین گئیں۔ قادیان سے سٹاف کا بیشتر حصہ آخر اکتوبر کو لاہور آیا اور وہاں سے ۵ نومبر ۴۷ء کو ہمیں چنیوٹ بھیجا گیا۔ چنیوٹ میں ہمارے مدرسہ کو ہنود کے چھوڑے ہوئے مدرسہ یعنی گو ان داس ہائی سکول کی عمارت دی گئی۔ اس عمارت میں ان دنوں مشرقی پنجاب کے پناہ گزیں فروکش تھے۔ الماریاں اور دستشدان و کھڑکیوں اور دروازوں کے کواڑ سب اکھیڑ کر جلائے گئے تھے۔ جا بجا غلاظت کے ڈھیر کمروں کے اندر بھی اور باہر بھی لگے تھے۔ احاطے کی دیوار جو فقط ایک دو فٹ رہ گئی تھی بالکل ٹوٹی ہوئی تھی۔ سکول کے احاطے میں اینٹیں چھوٹے بڑے ڈھیروں میں منتشر پڑی تھیں۔ عمارت میں کھڑکیوں کو تو کمرے تھے لیکن قابل استعمال کوئی بھی نہ تھا۔ سکول کا فرنیچر اور سامانِ تعلیم نام کو بھی نہ تھا۔

پڑھائی کا کام سخت بے سروسامانی میں اور مایوس کن حالات میں جاری کیا گیا تھا۔ طالبعلموں کے پاس نہ پڑھنے کو کتابیں تھیں نہ لکھنے کو سلیٹ اور نہ ہی آسانی سے مہیا ہو سکتی تھی۔ جلانے کو تیل بھی بہت تھوڑا ملتا تھا۔ استادوں کے پاس نہ بیٹھنے کو کرسیاں نہ تھیں۔ سکول میں تختہ سیاہ بھی موجود نہ تھے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی ذرہ نوازی کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس نے ہمارے طلباء اور اساتذہ کو ایسے مخدوش حالات میں دن رات ایک کر کے محنت کرنے کی توفیق دی اور پھر جو کامیابی اس نے عنایت فرمائی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل نکات سے بھی ہو سکتا ہے۔

(۱) انسپکٹر صاحب مدارس نے سکول کی تمام تعلیم کا معائنہ کرنے کے بعد طلبائے مدرسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "تمہارا سکول ہی ایک ایسا ادارہ ہے جس کے طلباء اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہم نے بے سروسامانی میں اور کتابوں کے بغیر پڑھ کر امتحان پاس کئے اور دوسروں کے لئے ایک نیک نمونہ پیش کیا۔"

(۲) جن مدارس سے ہمارے علمی اور ورزشی مقابلے ہوتے رہے ہیں ان کے طلباء اور اساتذہ اپنے مقامات میں اس بات کا چرچا کرتے رہتے ہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ماحول خالص تعلیمی اور دینی ہے۔ اور یہاں کے طلباء کی تربیت صحیح اصول پر ہو رہی ہے۔

(۳) یونیورسٹی کے امتحان میں اعلیٰ نتائج دکھا کر سکول نے خدا تعالیٰ کے فضل سے دھاک بٹھا لی۔

(۴) معزز زائرین جو از خود یا ہماری دعوت پر مختلف اوقات اور تقاریب پر تشریف لائے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے بچوں کی تعلیم و تربیت کی موجودہ کیفیت سے بےحد متاثر ہیں۔

مذہبی علمی و تعلیمی مشاغل

تربیت کا کام بھی ان ایام میں بہترین اصولوں پر چلایا گیا ہے۔ مدرسے کے کام کی ابتدا ہر روز تلاوت قرآن مجید سے ہوتی ہے۔ جو طلباء میں سے کوئی ایک اپنی باری پر کرتا ہے۔ ازاں بعد روزانہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادعیہ ماثورہ میں سے ایک دعا روزانہ تکرار ترجمہ کے ساتھ تمام طلباء سے کہلوائی جاتی ہے اور یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ یہ دعا کس مقصد کے لئے مفید ہے۔ طلباء کو ہر کام دعا سے شروع کرنے کی تحریک بھی ساتھ ساتھ کی جاتی ہے۔ اور اسی موقع پر عند الضرورت مدرسے کے اساتذہ و طلباء اور بزرگان سلسلہ کے لئے اجتماعی دعائیں بھی کی جاتی ہیں۔ مدرسے کے اوقات میں جو نمازیں آ جاتی ہیں۔ لڑکوں سے وہ باجماعت مدرسے ہی میں اپنی نگرانی میں پڑھوائی جاتی ہیں۔ موقع ملنے پر بزرگان سلسلہ سے وعظ بھی کرائے جاتے ہیں۔ حفظ قرآن کی تحریک بھی مدرسے میں جاری کی گئی ہے۔ تربیت کے ان پہلوؤں کا بھی جن کا آداب مجلس کے ساتھ تعلق ہے خیال رکھا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ مجلسی کاموں کے متعلق اسلامی اصول مثلاً اسلامی طرزِ خطابت اس کے سکھلانے کے لئے ہر جماعت کی ایک ایک ادبی مجلس بنائی گئی ہے جو ہر جمعرات کو اپنے اپنے انچارج استاد کے ماتحت ایک مقررہ پروگرام کے مطابق جلسہ کرتی ہے۔ جلسے کی ابتداء ہمیشہ تلاوت قرآن مجید سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی کوئی نظم خوش الحانی سے پڑھی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد طلباء باری باری یا تو علمی اور اخلاقی مضامین پر مقالات سناتے ہیں۔ یا پرحکمت لطیفے سنائے جاتے ہیں۔ بالآخر مدرس انچارج اس ساری کارروائی پر تبصرہ کرتا ہے۔

اور مجلس کا سیکرٹری ساری کارروائی نوٹ کرتا جاتا ہے اور یہ نوٹ اگلے جلسے میں نظم کے بعد یاددہانی اور تصدیق کے لئے سنائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر ماہ تمام مدرسہ کی ایک ادبی مجلس بھی منعقد کی جاتی ہے اور اس میں عمدہ مقالات جو ماہ رواں میں بچوں نے اپنی اپنی مجالس میں سنائے ہوتے ہیں۔ یا بہترین تقریریں جو انہوں نے کسی مضمون پر کی ہوتی ہیں سب یکجائی طور پر تمام طلباء کو سنائی جاتی ہیں تاکہ ہر ایک کو ان محاسن کے حاصل کرنے کی تحریک ہو اور نیکیوں کے میدان میں سبقت لے جانے کی روح ان میں پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے ایک بڑی حد تک طلباء و اساتذہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کو اس پروگرام پر باقاعدگی سے عمل کرنے کی توفیق بخشی اور نتائج بھی جو اس نے عطا فرمائے ہیں ظاہر و باہر ہیں۔ پچھلے ہی سال سیرت النبی کے جلسے میں شریک ہونے کے لئے میونسپل بورڈ ہائی سکول گوجرہ نے اس سکول کے طلباء کو دعوت دی۔ ان کی دعوت پر دو طالبعلم عزیز عبداللہ عثمان۔ عمر۔ نبیرہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور عزیز شریف احمد شمس پسر سیٹھ محمد صدیق صاحب احمدی تاجر کلکتہ ان کے جلسے میں شریک ہوئے۔ عمائدین شہر اور تمام پڑھے لکھے شرفاء جلسہ میں شامل تھے ہمارے طلباء کی تقریریں اس درجہ مقبول ہوئیں کہ تمام شہر میں غلغلہ بلند ہوا اور شرفائے شہر نے ہمارے بچوں سے درخواست کی کہ ایک دن اور قربان کر کے مسائل حاضرہ پر بھی تقریریں سنا جائیں۔ اس تقریب پر ایک استاد سخن نے ہمارے بچوں کی خطابت کی شان میں ایک قصیدہ بھی پڑھا۔

بورڈنگ ہاؤس

بورڈنگ ہاؤس بھی جسے تربیت کے عملی اصولوں کا معمل کہنا چاہیئے اپنے محنتی اور معاملہ فہم سپرنٹنڈنٹ اور ان کے فہیم اور فرمانبردار نائبین کے ماتحت اپنا فرض کماحقہٗ پوری طرح ادا کر رہا ہے۔ ہر بچے کی پوری پوری اخلاقی نگرانی کی جاتی ہے اور علم النفس کے اصولوں کے مطابق ان کی اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے۔ نمازیں پابندی سے پڑھائی جاتی ہیں صلوٰۃ کسوفہ سے پہلے اور پیچھے مسنون وظائف پڑھنے کی تاکید بھی کی جاتی ہے۔ فجر کے بعد ایک مختصر سا درس قرآن بھی دیا جاتا ہے۔ دار الاقامت میں ہفتہ واری ٹیسٹ بھی باقاعدہ لیے جاتے ہیں۔ اور جیسے ہی بورڈروں کی حاضری اور بعد ازاں بورڈروں کی پڑھائی کی نگرانی بھی اچھی طرح سے کی جاتی ہے۔ بورڈنگ ہاؤس کے اخراجات بھی نہایت مناسب اور موزوں ہیں۔ سکول اور بورڈنگ ہاؤس کے عملہ کو محنت اور اخلاص سے اپنے فرائض کو سرانجام دینے کا اہتمام ہی اس امر کا موجب ہے کہ دیگر معزز احباب کے علاوہ جو لوگ پہلے اس مدرسے میں کام کر چکے ہیں اور اس کی اندرونی بیرونی کارروائیوں سے خوب واقف ہیں وہ دیگر تمام مدارس پر اسے ترجیح دے کر اپنے کلیجوں پر پتھر رکھ کے اور علیحدہ اخراجات کی زیر باری قبول کر کے دور و نزدیک کے مقامات سے اپنے جگر گوشوں کو یہاں بھیجے ہوئے ہیں۔ مکرم ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ٹی کا بچہ تو یہاں پہلے سے آیا ہوا تھا۔ اب مکرم ماسٹر چراغ محمد صاحب کے دو بچے بھی یہاں آ گئے ہیں۔ دونوں بزرگ اپنی عمروں کا بہترین حصہ گذار کر ریٹائر ہو چکے ہیں۔ پرانے اساتذہ کے لخت جگروں کا یہاں آنا سکول کے حسن انتظام پر ایک اندرونی اور مونہہ بولتی شہادت ہے۔

درخواست دعاء

میرا نواسہ محمود احمد مسعود پسر میاں محمد اکرم صاحب کا لڑکا عرصہ دو ماہ سے ٹائیفائڈ سے بیمار چلا آتا ہے۔ درمیان میں بخار اترنے کے بعد پھر دوبارہ شروع ہو گیا ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(مرزا) بشیر احمد
رتن باغ لاہور ۱ دسمبر

صنعتی نمائش بر موقعہ جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۴۹ء

لجنہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو دسمبر ۱۹۴۹ء میں منعقد ہوگا۔ نہایت شاندار پیمانہ پر صنعتی نمائش لگائی جائے گی۔ تمام لجنات اماء اللہ کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ابھی سے نمائش کی تیاری شروع کر دیں۔ اور نمائش کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

ولادت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے ہاں تیسرا لڑکا تولد ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو اسلام احمدیت کے لئے مفید اور بابرکت فرمائے آمین

خاکسار حکیم احمدی آف شام چوراسی

(۲) میرے ماموں ملک عبد الرحیم صاحب ابن جناب ملک غلام محمد صاحب رئیس قصور کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور دین اور دنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔

بشیر احمد خان محمد نگر لاہور

مملکت پاکستان کی تجارتی اور اقتصادی ترقی کا جائزہ

اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کی نئی مملکت کی تجارتی، مالی اور اقتصادی ترقی کے پہلوؤں کا سرسری جائزہ لیا جائے۔ اگر اس پر موجودہ سال پر نظر ڈالی جائے جبکہ مملکت کے بانی اعظم اور قائد اعظم کی رحلت نے المناک بنا دیا ہے تو معلوم ہوگا کہ پاکستان کی ترقیاں حسب ذیل امور سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ مالی تصفیہ، مرکزی بجٹ، صنعتی پالیسی کا اعلان، دولت پاکستان بنک کے قیام کے ذریعہ کرنسی کے متعلق خودمختاری، ضروری اشیاء کے تبادلے کے بارے میں ہندوستان کے ساتھ معاہدہ اور ممبروں کے نزدیک سب سے نمایاں یہ امر ہے کہ حکومت پاکستان نے جہاں تک پالیسی کا تعلق ہے، مالی اور اقتصادی مسائل کو خوشمندی اور عمدگی سے طے کیا ہے۔ مجھے یہ کہنا نہیں کہ انتظامی مشینری سکون کے ساتھ نہایت عمدگی کے ساتھ چل رہی ہے۔ پالیسی پر عمل درآمد کا کام اس تیزی سے نہیں ہوا جتنی تیزی سے پالیسی وضع کرنے کا کام ہوا۔ خوش قسمتی سے حکومت کے پاس ایسے سینئر افسر ہیں جن کی دیانت حالات کے مطابق کام کرنے کی صلاحیت اور مسلسل جوش و کوشش کی وجہ سے اتنی نئی مملکت کی مالی بنیادیں مستحکم ہو گئی ہیں لیکن افسروں کا نچلا طبقہ بہت کمزور ہے۔ اور اس کی وجہ میں آغاز کار ہی سے یہ دشواریاں رہی ہیں۔ تعداد کی کمی اور ریکارڈ کا نہ ہونا۔ اور دفتر کے مادی ساز و سامان تک کی کمی۔ جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ "تقسیم" کے بعد اس نئی آزاد حکومت کو کس قدر کثیر اور پیچیدہ مسائل طے کرنے پڑے تو تعجب ہوتا ہے کہ نظم و نسق بالکل ناکام کیوں نہیں ہو گیا۔ ۱۹۴۷ء کے آخری مہینوں میں (نظم و نسق) در ہم برہم ہو سکتا تھا۔ لیکن دنیا میں اب چند ہی اشخاص ایسے ہوں گے جو اس سے انکار کریں۔ کہ نہ صرف پاکستان مستحکم ہو گیا ہے بلکہ ایسے اصولوں پر باقاعدہ ترقی کر رہا ہے جن کی وجہ سے اسے مستقبل قریب میں کافی اقتصادی استحکام اور خوشحالی حاصل ہو جائے گی۔

اقتصادی گوشوارہ

آئیے اب بعض ان اعداد پر غور کریں۔ جن سے پاکستان کے اقتصادی املاک اور خامیوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ ان اعداد سے لوگ پہلے ہی باخبر ہیں۔ جہاں تک کام کرنے والوں کی تعداد کا تعلق ہے۔ پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پچھلی مردم شماری کی رو سے اس کی آبادی ۶ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے۔ لیکن ظاہر کمزوری یہ ہے کہ مشرقی پاکستان — جس کا رقبہ ۵۴۰۰۰ مربع میل اور جس کی آبادی ۴ کروڑ ۲۰ لاکھ ہے۔ مغربی پاکستان سے (رقبہ ۱۷۹۰۰۰ مربع میل، آبادی ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ) ایک ہزار میل سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے۔ پاکستان کے دونوں حصے زراعتی ہیں۔ باشندوں کی خاص خوراک چاول اور گیہوں ہے اور خاص نفع بخش فصلیں پٹ سن اور روئی ہیں۔ تقریباً ۲½ کروڑ ایکڑ کے رقبہ میں چاول کی کاشت ہوتی ہے اور چاول کی پیداوار غیر منقسم ہندوستان کی چاول کی مجموعی پیداوار کی ۳۲٫۷ فی صدی ہے۔ تقریباً ایک کروڑ ایکڑ کے رقبہ میں گیہوں کی کاشت ہوتی ہے اور گیہوں کی پیداوار ۳۵ لاکھ ٹن یا غیر منقسم ہندوستان کی گیہوں کی مجموعی پیداوار کی ۴۸٫۸ فی صدی ہے۔ عام حالات میں ملک میں یہ غلے اتنی مقدار میں پیدا ہوتے ہیں کہ وہ نہ صرف اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے بلکہ ان کی کافی مقدار بچا سکتا ہے۔ تقریباً ۴۰ لاکھ ایکڑ کے رقبہ میں پٹ سن کی کاشت ہوتی ہے اور پیداوار ۷۰ لاکھ گانٹھیں ہیں۔ یعنی غیر منقسم ہندوستان کی پٹ سن کی مجموعی پیداوار کی ۷۲٫۴ فیصدی۔ ہند و پاکستان برصغیر کی ساری لمبے ریشہ والی روئی پاکستان میں پیدا ہوتی ہے۔ ۱۹۴۶-۴۷ء میں اس کی کاشت ۳۴ لاکھ ایکڑ کے رقبہ میں ہوئی پیداوار ۱۷ لاکھ گانٹھیں تھی جس کی قیمت ۴۵ کروڑ تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ پاکستان کا زراعتی اقتصادی نظام نہایت متوازن ہے۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ لوگوں کے واسطے کافی خوراک موجود ہے۔ بلکہ اس کے پاس ایسی گراں قدر برآمد اشیاء بھی ہیں جن کے ذریعہ غیر ملکی زر حاصل ہوگا۔ جو بیرونی ممالک سے ضروری اشیاء خریدنے کے لئے درکار ہوتا ہے۔ پاکستان کو دنیا میں خام پٹ سن کے متعلق تقریباً اجارہ داری حاصل ہے۔ کیونکہ اب ہندوستان نے اپنی پٹ سن کی برآمد کو ۹۰۰۰۰ گانٹھیں سالانہ تک محدود کرنا منظور کر لیا ہے اور پاکستان کے لمبے اور درمیانہ ریشہ والی روئی کی مانگ رسد سے زیادہ ہے۔ صرف صنعتی میدان میں پاکستان کمزور ہے۔ "تقسیم" کے وقت اس کے پاس سوتی کپڑوں کے ۱۴ کارخانے، شکر سازی کے ۹ کارخانے، سیمنٹ کے ۵ کارخانے، شیشہ کے ۴ کارخانے، اونی کپڑے کا ایک کارخانہ اور پیٹرول صاف کرنے کے دو کارخانے تھے۔ اور دوسرے مصنوعات بھی بہت تھوڑے سے تھے۔

فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی مجموعی تعداد صرف ۷۲ ہزار تھی۔ پاکستان میں دشواری یہ ہے کہ کوئلہ کی سخت ترین قلت رہی ہے۔ پاکستان کو ریلوں اور دوسری صنعتوں کے لئے ۱۲ لاکھ ٹن سالانہ کوئلہ کی ضرورت پڑتی ہے لیکن وہ صرف تین لاکھ ٹن ادنیٰ قسم کا کوئلہ تیار کرتا ہے۔ فولاد کی صنعت کی عدم موجودگی کی وجہ سے بھی سخت دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ پاکستان کو ہر سال کم از کم ۳ لاکھ ٹن لوہا اور فولاد درکار ہوتا ہے۔ لیکن یہ دونوں دھاتیں یہاں پیدا نہیں ہوتیں اور نہ اس صنعت کو پاکستان میں قائم کرنے کے امکانات موجود ہیں۔ نمک، جپسم (کھریا مٹی) اور کرومائیٹ کے سوا پاکستان کے معدنی وسائل میں ترقی کی بہت گنجائش ہے۔ پنجاب کے تیل کے کنوؤں سے ہر سال تقریباً ایک کروڑ ۵۰ لاکھ گیلن تیل نکلتا ہے امید ہے کہ مغربی اور مشرقی پاکستان میں بھی تیل کے چشمے اور دوسرے اہم علاقے دریافت ہو جائیں گے۔ جہاں تک عام استعمال کی اشیاء کا تعلق ہے۔ پاکستان میں سوتی کپڑے، کاغذ اور شکر سازی کی صنعتوں کی بھی کمی ہے۔ لیکن اس کی بظاہر کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ان صنعتوں کو پاکستان میں کیوں فروغ نہ دیا جائے۔ اخبار کے کاغذ کے علاوہ پاکستان کو ہر سال ۲۷ ہزار ٹن کاغذ درکار ہے۔ مگر تیار بالکل نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ یہاں خام اشیاء اور بانس بہت افراط سے پایا جاتا ہے۔ پاکستان کو ہر سال ۴۰۰۰۰ ٹن شکر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں صرف ۲۵۰۰۰ ٹن شکر تیار کی جاتی ہے۔ شکر کی ایک بڑی فیکٹری قائم کی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے شکر کی مقدار میں نمایاں اضافہ ہو جائے گا۔ سب سے بڑی قلت سوتی کپڑے کی ہے۔ پاکستان کو ہر سال سوتی کپڑے کی کم سے کم ۷ لاکھ گانٹھیں یا دس ہزار چار سو گز کپڑا درکار ہوتا ہے۔ لیکن سوتی کپڑے کی موجودہ پیداوار محض ۱۵ ہزار گانٹھیں یا ۷ کروڑ ۵۰ لاکھ گز کپڑا ہے۔ اگر اس مقدار میں کرگھوں پر بنے ہوئے کپڑے کو شامل کر لیا جائے۔ تو کپڑے کی یہ مقدار ۹ کروڑ گز ہو گی۔

صنعتی ترقی

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ زراعتی اعتبار سے پاکستان کی اقتصادی حالت بہت مضبوط ہے۔ لیکن صنعتی اعتبار سے یہ ملک بہت پیچھے ہے تاہم جب تک دنیا کے اقتصادی حالات میں موجودہ رجحانات برقرار ہیں، پاکستان اپنی مستحکم حالت پر فخر کر سکتا ہے دنیا کے بہت کم ملک ایسے ہیں جو اپنے باشندوں کو بھی خوراک مہیا کر سکیں اور اشیاء خوراک بیرونی ممالک کو برآمد کر کے اس کے تبادلہ میں غیر ملکی زر حاصل کر کے اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ حکومت پاکستان کا یہ رویہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ فی الحال اپنی زراعتی پیداوار کے تبادلہ میں حاصل کئے ہوئے غیر ملکی

. . . .

سرمایہ کو بڑھانے اور صنعتی ترقی کے کام کو آئندہ کے لئے اٹھا رکھے۔ اس مقصد کے پیش نظر صنعتی ترقی کو اس کے حال پر چھوڑ کر حکومت اپنی توجہ ترقی کی دوسری اسکیموں مثلاً بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے کی اسکیم، آبپاشی کی اسکیم، بہتر کاشتکاری کی اسکیم، برقی قوت مہیا کرنے کی اسکیم اور نقل و حمل کی سہولتوں کو ترقی دینے کی اسکیم کی طرف مبذول کر سکتی ہے۔ موجودہ حالات میں صنعتی ترقی کے پروگرام کو عملی صورت نہیں دی جا سکتی۔ بھاری مشینوں کی کمیابی کی وجہ سے ان کی قیمتیں بہت گراں ہو گئی ہیں۔ کارخانہ داروں کو کئی سال کے آرڈر پہلے سے مل جاتے ہیں۔ زمینوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ عمارتیں بنانے کی لاگت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ عمارتوں کا سامان کمیاب ہے اور فنی تربیت کی اسکیموں کے ذریعہ ماہر مزدوروں کو تیار کرنے کے کام میں بہت دقت درکار ہوگی۔ تاہم حکومت پاکستان پختہ عزم کر چکی ہے کہ وہ صنعتی پروگرام پر بھی نہایت تیزی سے عملدرآمد کرے گی۔ حکومت کی صنعتی پالیسی کی موافقت میں جو دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ ان کو رد کرنے کے لئے حکومت کے جو مصالح کافی اہمیت رکھتے ہیں۔ حکومت پاکستان ان صنعتوں پر توجہ دینے میں بالکل حق بجانب ہے۔ جن کا انحصار پاکستان کی خام اشیاء پر ہے۔ اگر بعض ابتدائی دشواریوں پر قابو پا لیا جائے تو پٹ سن، سوتی کپڑے، کاغذ، صابن، شکر، اون اور چمڑے کی صنعتوں کو ترقی دینے کے بہت وسیع امکانات موجود ہیں۔ پاکستان میں سیمنٹ اسی کی ضروریات کے مطابق تیار ہوتا ہے۔

درخواست دعا

میرے چچا زاد بھائی عبدالعزیز صاحب ولد نور محمد صاحب، ضعف جگر سے بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

(سردار علی درویش حلقہ مسجد اقصیٰ قادیان)

398

شرق اردن اور شام میں کشیدگی برقرار ہے

تل ابیب ۲ مئی اسٹار کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ شرق اردن اور شام میں کشیدگی میں جس کو تیسرا ہفتہ ہو گیا ہے۔ بہت کم کمی واقع ہے۔ اس سے عرب ریاستوں میں اب " سخت پھوٹ " کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔

نامہ نگار لکھتا ہے کہ پہلے شام کے انقلاب حکومت کو مشرق وسطیٰ کے مبصرین نے اس امر کا اشارہ سمجھا تھا کہ شام۔ عظمیٰ یا اتحاد زرخیز ہلال میں شرکت کرے گا۔ لیکن اس کے بعد سے حسنی الزعیم نے دونوں اسکیموں کی شدید مخالفت شروع کر دی اور اس میں انہوں نے دعوانی و شرق اردن کے حکمرانوں کی ذاتی حیثیت عزت تک کی پرواہ نہیں کی۔

نامہ نگار لکھتا ہے کہ ان کے قاہرہ جانے سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ وہ سلطنت ہاشمی کے وفاق کے مخالف ہیں۔ جس کا مصر میں خیر مقدم نہیں کیا جائے گا۔

آج رب ۔ کی اطلاعات کے مطابق شرق اردن اور شام کی سرحد چھوٹی کاڑیوں کے لئے کھل گئی ہے۔ یہ سرحد زعیم کے حکم سے بند کر دی گئی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشرق اردن کی خلاف کرنل زعیم کی ناکہ بندی جاری ہے۔

نامہ نگار لکھتا ہے کہ وزیر اعظم لبنان شام اور شرق اردن کے درمیان صلح کرانا چاہتے ہیں اور وہ برابر دمشق و عمان کے چکر لگا رہے ہیں۔

ادھر فلسطین سے ہٹائی ہوئی فوجیں حفاظتی تدابیر کے طور پر شرق اردن کے اڈوں پر تعینات کر دی ہیں۔ (اسٹار)

کیا آپ جانتے ہیں؟

(۱) مشرقی پاکستان میں پٹ سن کی سالانہ ۶۰۰۰۰ ۷ لاکھ گانٹھ ہے اور موجودہ نرخ کے حساب سے پٹ سن کی قیمت ۱۲۵ کروڑ روپیہ ہے۔

(۲) ہر سال کلکتہ کے کارخانوں کو پٹ سن کی ۵۰ لاکھ گانٹھوں کی ضرورت ہے

(۳) پاکستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان جو پہلا ریڈیو ٹیلیگراف سرکٹ قائم کیا گیا ہے وہ فی منٹ ۱۰۰ سے ۱۵۰ تک الفاظ بھیج سکتا ہے۔

(۴) ضلع لاڑکانہ (سندھ) میں تقریباً تین ہزار مہاجرین پہنچے ہیں۔ جن میں سے ۲۸۰۰ کو زمینوں پر آباد کیا جا چکا ہے۔

(۵)۔ پاکستان کی جوٹ کی پیداوار دنیا کی مجموعی پیداوار کی ۸۰ فی صدی ہے۔

(۶) سندھ میں مہاجرین اور انصار کی مقامی پنچایتیں قائم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔

(۷) ہندوستان کو پاکستان کا کم از کم ۵۰ لاکھ پونڈ سالانہ ریشہ دار مال درکار ہے۔

مرکزی حکومت نے یہ منظوری دی ہے ۱۷۵۰۰۰ روپیہ کی رقم بغیر سود کے " تقاوی قرضوں " کے طور پر بلوچستان کے بعض علاقوں میں لوگوں پر تقسیم کرائی جائے۔

(ا - ز - ا - س)

طہران سے مہاجرین کی مزید امداد

کراچی ۲ مئی طہران کی ایک انجمن کی جانب سے پاکستان میں مہاجرین کی امداد کے لئے ۴۳ ہزار دو سو چون، نوے روپے تین آنہ (مساوی ۷۰،۲۰۹۱ و ۹ ریال) کی مزید رقم وصول ہوئی ہے۔

اجلاس جناب شیخ عبد اللطیف صاحب افسر مال بہادر ضلع گجرات بہ اختیار اسسٹنٹ کلکٹر

رحمان داد حاجی صاحب ولد مہر داد نابالغ بولایت ملکو ولد بیہو چچا خود۔ ملکو ولد بیہو۔ مالی مرلو وندیر پسران بہاول۔ حسین ولد رحمان۔ جہان ولد رحمان۔ دلی ولد الٰہی دتا قوم جٹ گوندل۔ سکنہ موضع تحصیل پھالیہ۔

بنام

بیجون لال و کندن لال پسران ارجن داس سوہن لال و گنیش داس و کندن لال پسران نرائن داس۔ مسمات ایشر دیوی و دیوان دیوی بیرگان کرم چند قوم اروڑہ ساکن قادر آباد تحصیل پھالیہ حال مشرقی پنجاب

دعوے فک الرہن بہ للعصال کنال موضع منو تحصیل پھالیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانی کو بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر انہیں کوئی عذر ہو تو مورخہ ۲۶-۵-۴۹ کو حسب ضابطہ حاضر عدالت ہو کر پیش کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۲۶-۴-۴۹

دستخط حاکم

وزیراعظم پاکستان آئرلینڈ جا رہے ہیں

آپ وزیراعظم آئرلینڈ سے اہم گفت و شنید کریں گے

ڈبلن ۲ مئی۔ آئرستان کے وزیراعظم نے اسٹار کو ایک سرکاری انٹرویو میں وزیراعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خاں اور بیگم لیاقت علی خاں کی ڈبلن میں آمد کا ذکر کیا۔

انہوں نے کہا "مجھے اس امر سے مسرت ہے۔ کہ انہوں نے میری حکومت کی دعوت کو قبول کر لیا۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ہم آئرستان میں رہنے والے بہت سی باتوں میں پاکستان سے مشترک ہیں"۔

ان سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا وہ مسٹر لیاقت علی خاں سے اسی قسم کی خفیہ گفتگو کریں گے۔ جیسی انہوں نے پنڈت نہرو سے کی تھی؟ انہوں نے اس کا جواب دیا۔ "یقیناً بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جن پر ہم گفتگو کرنا چاہیں گے"۔ نامہ نگار نے سوال کیا۔ "کیا آئینی مسائل پر؟" آپ نے مسکرا کر جواب دیا۔ "ہم اس کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں؟"

اب ڈبلن کے سرکاری حلقوں میں یہ آزادی کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ کہ پنڈت نہرو اور وزیراعظم آئرستان کے درمیان خفیہ گفت و شنید میں آئر اور ہندوستان کے اپنے اپنے آئینی زاویۂ نگاہ کا اظہار کیا گیا تھا۔ پنڈت نہرو نے دو بنیادی اختلافات بتائے تھے۔

ایک یہ کہ جس طرح آئرستان مسئلہ "تقسیم" پر برطانیہ سے جھگڑا رکھتا ہے۔ اسی طرح ہندوستان کا برطانیہ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ ہندوستان دولتِ مشترکہ سے تعلقات قائم رکھنے کا خواہشمند ہے۔ اور آئرستان نے ان تعلقات کو منقطع کر لیا ہے۔

ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ کیا وہ مسٹر لیاقت علی خاں سے شمالی اضلاع کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ تو انہوں نے جواب دیا غالباً عام طریقہ پر۔ جب ان سے تجارتی معاملات کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے کہا۔ "ہمیں چائے جوٹ اور کھالوں کی ضرورت ہے۔ اور ہم اس کے بدلے میں بہت کچھ پاکستان کو بھیج سکتے ہیں"۔

ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ کیا سفارتی نمائندوں کا تبادلہ ظہور میں آئے گا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ یقیناً جو سفیر کے درجہ کا ہوگا۔ (اسٹار)

اندور میں لیبر لیڈروں کا اجتماع

نئی دہلی ۲ مئی۔ امریکہ۔ برطانیہ اور ایشیائی ممالک کے لیبر لیڈروں کا اجتماع آئی۔ این۔ ٹی۔ یو۔ سی کی دعوت پر ہفتہ کے روز اندور میں ہو رہا ہے۔ کمیونسٹ اثر سے آزاد "ورلڈ ٹریڈ یونین کانگرس" کی تشکیل پر بحث کریں گے۔

بتایا گیا ہے۔ کہ جمہوری ممالک میں یہ احساس ہے۔ کہ مزدور کمیونسٹ اثر سے آزاد رہیں۔ موجودہ کمیونسٹ زیر اثر ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونین دنیا کے مزدوروں کو غلط راستہ پر لے جا رہی ہے۔

یہ سوال آئی۔ این۔ ٹی۔ یو۔ سی کے صدر اور امریکہ کی غیر کمیونسٹ ٹریڈ یونینوں کے درمیان بین الاقوامی مزدور آرگنائزیشن کی آخری کانفرنس میں پہلی بار اٹھایا گیا ہوتا۔ (اسٹار)

اٹلی میں مکانوں کا مسئلہ

نئی دہلی ۲ مئی۔ ہندوستان کی وزیر صحت راجکماری امرت کور عنقریب عالمگیر صحت آرگنائزیشن کی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے اٹلی جائیں گی۔ یہ کانفرنس ۱۳ جون کو روم میں ہو رہی ہے۔

وہ اٹلی میں مکانوں کی قلت کے مسئلہ کا مطالعہ کریں گی۔ اور اس طریقہ کا جس سے یہ دقت دور کی جاتی ہے۔ (اسٹار)

برلن کی ناکہ بندی جلدی ختم نہیں ہوگی

لندن ۲ مئی۔ برلن میں ایک روسی ترجمان کے اس اظہار خیال پر کہ برلن کی ناکہ بندی آئندہ تین دن میں ہٹالی جائے گی۔ یہاں کے مبصرین یقین نہیں کر رہے۔ گو بظاہر اصولی طور پر سمجھوتہ ہو گیا ہے لیکن گفت و شنید یقینی طور پر ختم نہیں ہوئی خصوصاً جہاں تک برطانیہ اور فرانس کا تعلق ہے۔ ان کو اپنے زاویۂ نگاہ کی وضاحت کا کوئی موقع نہیں ملا ہے۔

توقع ہے۔ کہ جب تمام گفت و شنید پر لندن اور پیرس میں غور کر لیا جائے گا۔ تو امریکہ میں ان کے نمائندوں کو نئی ہدایات دی جائیں گی۔ اس کے بعد ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ چاروں طاقتوں کے نمائندے ناکہ بندی ہٹا لینے اور ایک ٹائم ٹیبل بنانے کی ٹیکنیکل تفصیلات پر گفتگو شروع کریں۔ (اسٹار)

تعدادِ پیدائش میں اضافہ

نئی دہلی ۲ مئی۔ اقوام متحدہ کا آبادی کا کمیشن ایک سروے یہ دریافت کرنے کے لئے کرنے والا ہے۔ کہ تعداد پیدائش میں اضافے کی کیا وجہ ہے۔ کمیشن بچوں کے اخلاق کا مطالعہ بھی کرے گا۔ (اسٹار)

زراعتی عجائب خانہ

نئی دہلی ۲ مئی۔ حکومت ہند یہاں ایک زراعتی عجائب خانہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جہاں اچھے زراعتی بیجوں اور پودوں کی نمائش کی جائیگی۔ (اسٹار)

سرکاری دفاتر مری نہیں جائیں گے

۲ مئی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ مغربی پنجاب سول سیکرٹریٹ کے کچھ حصہ اور گورنمنٹ کے دوسرے دفاتر کی عوام کے خرچ پر گرمیوں میں مری منتقل ہونے کے بارہ میں جو اطلاع بعض اخبارات میں شائع ہوئی ہے اور جس سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہے اس میں قطعاً کوئی صداقت نہیں۔ گورنمنٹ کا کوئی صدر دفتر یا دفاتر مری میں تبدیل نہیں کئے جائیں گے۔ البتہ حکومت نے اس امر کی اجازت دے رکھی ہے کہ بعض مراعات کے پیش نظر بعض محکمہ جات کے بعض افسر گرمیوں میں دو ماہ کے لئے تفریح کی غرض سے کسی پہاڑی علاقہ میں اپنے خرچ پر جا سکتے ہیں۔ لیکن انہیں آنے جانے کا کوئی سفر خرچ نہیں ملے گا اور انہیں مری میں کام کرنے والے عرصہ جو دو ماہ سے زائد نہیں ہوگا دوران میں رہائش کا خود انتظام کرنا ہوگا۔ ہر ایک افسر اپنے ساتھ صرف ایک سٹینوگرافر اور ایک چپراسی لے جا سکے گا۔ جنہیں صرف آنے جانے کا سفر خرچ اور پہاڑی الاؤنس دیا جائے گا جو ان کی تنخواہوں سے ۲۵ فیصدی سے زائد ہو سکتا۔

اس قسم کی مراعات فنانشل کمشنروں سیکرٹریوں اور ڈپٹی سیکرٹریوں کو دی گئی ہیں۔ صرف فنانشل کمشنر تین ماہ تک مری میں ٹھہر سکیں گے اور سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری دو ماہ تک قیام کریں گے۔

ہند اور پولینڈ کے درمیان تجارتی معاہدہ

دہلی ۲ مئی۔ تجارت کو فروغ دینے کے سلسلہ میں حال ہی میں ہند نے آٹھواں تجارتی معاہدہ پولینڈ سے کیا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے دو کروڑ کی تعداد اشیاء خریدی جائیں گی جس میں تار کول، سیمنٹ، اخباری کاغذ، نرم لکڑی کے ٹکڑے، فولاد کے ڈبے، مشینوں اور کپڑا بننے کے اوزار، آب پاشی والے پمپ کے علاوہ جو کچھ ملنے کی بھی امید ہے۔ (اے۔ پی)

سروجنی نائیڈو کے نغمات کے ریکارڈ

حال ہی میں مسیرز کولمبیا گراموفون کمپنی لمیٹڈ دہلی نے ہندوستان کے نیشنل آرکائیوز (قومی محافظ خانہ) کو مسز سروجنی نائیڈو کی نظموں کے ریکارڈوں کی دو کاپیاں تحفۃً دی ہیں۔ یہ نغمات خود مسز نائیڈو کی انتخاب کی ہوئی ہیں اور یہ ریکارڈ اس وقت صدا بند کئے گئے تھے جب آپ آخری بار انگلستان میں مقیم تھیں۔ مسیرز کولمبیا گراموفون نے مہاتما گاندھی کی آواز کے ریکارڈ آپ کے شہید ہونے سے تھوڑے عرصہ پہلے تحفۃً پیش کئے تھے۔ (اے۔ پی)

کتابیں خریدنے کے لئے ہند کو ۱۵ ہزار ڈالر

نئی دہلی ۲ مئی۔ یونسکو نے ہندوستان کی ضروریات کے لئے ۱۵ ہزار ڈالر (تقریباً پچاس ہزار روپے) کے کوپن دیئے ہیں۔ کوپن آرڈر فارموں کے ہمراہ وزارت کے پاس پہنچ چکے ہیں عارضی طور پر یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ

یونیورسٹیوں کو ۸ ہزار ڈالر کے کوپن، سائنس اور تحقیقی اداروں کو ۴ ہزار ڈالر کے کوپن، حکومت ہند کی لائبریریاں ۲ ۔۔ ۔۔، افراد کو ۱ ۔۔ ۔۔

ارادہ ہے کہ ان کوپنوں کو تمام اداروں اور افراد کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔ یہ سکیم ڈالر اور دوسرے مشکل المحصول سکوں کے ممالک سے کتابوں کی خرید کے لئے جاری کی جا رہی ہیں۔ (اے۔ پی)

ہندوستان اپنے ریل کے انجن آپ بنائے گا

نئی دہلی ۲ مئی۔ مغربی بنگال میں حکومت ہند ریلوں کے انجن بنانے والے کارخانوں کی تعمیر اور سازوسامان کی فراہمی کے سلسلہ میں کافی ترقی کر رہی ہے۔ اور اس امر پر غور کر رہی ہے۔ کہ ان کارخانوں میں ۱۹۵۰ء سے کام شروع کر دیا جائے۔ اس پروجیکٹ کی ترقی کو یقینی بنانے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ کارخانوں کے جنرل مینیجر کی آسامی پر کر دیا جائے اور ابتدائی کام کی تنظیم عملے کی فراہمی اور خصوصی تربیت کے انتظامات وغیرہ فوراً ان کے سپرد کر دیئے جائیں۔ بنگال ناگپور ریلوے کے موجودہ مینیجر مسٹر مستی بی کلرجی کو ان کارخانوں کا جنرل مینیجر بنانے کے لئے چن لیا گیا ہے امید ہے کہ موصوف مئی ۱۹۴۹ء میں اس عہدہ پر آ جائیں گے۔

مصری فوجیں بیت الحم سے ہٹالی گئیں

قاہرہ ۲ مئی۔ بیت الحم اور ہیبرون میں مقیم مصری فوجیں آج ہٹالی گئیں۔ [illegible] کی جگہ لجنہ العرب نے لے لی۔ مصری کمانڈر انچیف نے اس علاقہ کی آبادی کو بتایا کہ ان علاقوں سے جاتے ہوئے ہم اپنے [illegible] کی کوششیں چھوڑے جا رہے ہیں۔ یہ ہمارے پیچھے [illegible] اخوت [illegible] کار رہیں گی۔ انہوں نے لجنہ العرب کے اشتراک اور خلوص کا شکریہ ادا کیا۔